۱۔ ۱۸/مارچ ۲۰۱۴ کو مولانا زبیر الحسن صاحب کا انتقال ہوا، اور تبلیغی دنیا میں آپسی وہ تنازع اور خلفشار جو ذہنی طور پر علی گڈھ، گجرات اور بنگلور والوں کا مولانا سعد صاحب سے گذشتہ ۲۰ سالوں سے بنا ہوا تھا، اسکے اظہار کا موقع ملا، جسکی بنیاد مولانا سعد صاحب کے ۲۰ سال کے اختیارات کو سلب کرنے کی کوشش تھی جس کا خوبصورت نام 'حضرت جی کی شوریٰ کی تکمیل تھی' لیکن اس مسئلہ کا اصولی طور پر تعلق صرف حضرت مولانا سعد صاحب اور حاجی عبدالوہاب صاحب سے تھا، چنانچہ اسکے لئے مختلف کوشش کی گئیں۔ اولاً حاجی صاحب کو ہندوستان لانے کی کوشش شروع ہوئی، اور ۳۰۔۳۱/مارچ ۲۰۱۴ کو حاجی صاحب ہندوستان آگئے، اور بعد عصر مولانا ارشد مدنی صاحب نے مرکز نظام الدین آکر حاجی صاحب سے تخلیہ کیا، اور شوری بنانے کا مطالبہ کیا؟ جو حاجی صاحب نے قبول نہیں کیا، بلکہ ان کو ان مسائل میں دخل اندازی سے بچنے کی تلقین کی، گویا اس پورے ہنگامہ کو عالمی طور پر برپا

Scanned by CamScanner

کرنے کی پہلی اقدامی کوشش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ کیا دارالعلوم دیوبند کے ایک اہم استاد کا یہ مطالبہ دارالعلوم دیوبند کی سرپرستانہ نسبت کو فریق بنانے کیلئے کافی نہیں ہے؟ کیا کبھی دارالعلوم کے ذمہ داران اس کو پسند کرینگے؟ کہ حاجی صاحب یا مولانا سعد صاحب، مولانا غلام وستانوی کو مسندِ اہتمام سے معزول کرنے میں کوئی رائے دیں؟

۲۔ اسی سفر میں حاجی صاحب کو دارالعلوم دیوبند لے جایا گیا، لیکن الحمدللہ بعض اراکین کو تخلیہ کا موقع نہیں ملا لیکن الحمدللہ تبلیغ کے اپنے داخلی مشورہ میں اس شوری سازی کا حاجی صاحب کی موجودگی میں کوئی تذکرہ تک نہیں آیا، اور حاجی صاحب کی واپسی ہوگئی۔ گویا پہلی اقدامی کوشش کارگر نہ ہوسکی۔ اب ہدف تھا کہ دارالعلوم کے تمام علماء کرام کے ذریعہ مرکز کے داخلی مسائل میں دخیل ہوا جائے، لیکن دارالعلوم کی پالیسی اور اپنے اصول کی وجہ سے اس کے تمام راستے بند تھے، اب کوشش تھی کہ دارالعلوم کے ذمہ دار سے دارالعلوم کے اصول کے تحفظ کے ساتھ کوئی اقدام کرایا جائے۔

۳۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے اراکین کی اجتماعیت کے ذریعہ عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع ہوئی، اور وہ اس طرح کہ بستی کے کچھ غیر ذمہ دار افراد (جنکی ذاتی زندگیاں خود ہی مشکوک ہیں) دارالعلوم دیوبند گئے، یا بلائے گئے، واللہ اعلم۔ اور وہ ایک ایسا خط لیکر ۱۶/ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ کو آئے، جو کس کے نام تھا؟ آج تک نہیں پتہ چلا؟ لیکن اُس میں بھی کسی کو شورائی نظام کی ترغیب دی گئی، اور چند اساتذہ کرام کے دستخط تھے، اور اس خط کو پاکستان بھیجا گیا، جس کا تذکرہ حاجی صاحب نے بھرے مشورہ میں کیا، اور مولانا ارشد مدنی کے مطالبہ کا بھی ذکر کیا، کیا دارالعلوم دیوبند کے اس قسم کے خط ذریعے اختلاف کو بڑھانا اور دخیل بننا دارالعلوم دیوبند کو فریق نہیں بنائے گا؟ پھر یہ خط اخبار میں بھی شائع کیا گیا۔

۴۔ مرکز میں کئی تنازعات سامنے آئے۔ پھر تنازع کرنے والوں نے خود ہی بڑی بڑی رقم کے ذریعہ

Scanned by CamScanner

اخبارات میں مولانا سعد صاحب کے خلاف فضاء بنانی شروع کی، جس میں رمضان المبارک کے واقعہ کو زیادہ طول دیا گیا، اب یہ سب کچھ کن دو کے درمیان ہوا؟ اصولی طور پر اس کی تحقیق کر کے ان سے باز پرس کرنی چاہیے تھی، لیکن جانتے ہوئے بھی ان کی غلطیوں کو مولانا سعد صاحب کے سر رکھ دیا گیا، اور افسوس کہ پڑھے لکھے لوگوں نے اس کا یقین بھی کرلیا اور اتنی سمجھ نہیں تھی کہ یہ سمجھتے کہ یہ سب با قاعدہ پلاننگ کے تحت ہو رہا ہے اور ۱۸/رمضان کو مولانا ارشد مدنی صاحب مرکز تشریف لائے، اور اس موضوع پر مولانا سعد صاحب سے کوئی گفتگو نہیں، اور خیرو خبر پر مجلس ختم ہوگئی، لیکن بنگلہ دیش کے بزرگوں کے خط میں لکھا گیا کہ حضرت مدنی رمضان کا مسنون اعتکاف توڑ کر مسئلہ کے حل کے لیے مولانا سعد صاحب کے پاس گئے، اول تو یہ جھوٹ کہ اعتکاف مسنون توڑا، دوسرے مولانا سعد صاحب سے اس موضوع کی کوئی بات ہی نہیں ہوئی، اور بقول مولانا شاہد سہارنپوری کے کہ عزیزم زہیر سلمہ سے ایک گھنٹہ اس موضوع پر بات ہوئی، اور مولانا شاہد سہارنپوری کی اوڈیو سارے عالم میں خوب چلی کہ مولانا ارشد مدنی کھڑے کھڑے بہت انقباض کے ساتھ چند منٹ کے لئے اس کے (مولانا سعد) پاس گئے، سوال یہ ہے کہ مولانا شاہد نے جھوٹ بولا؟ یا علماء بنگلہ دیش نے جھوٹ لکھا؟ تعجب یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے جھوٹے لوگوں پر بھروسہ بھی کرلیا۔

۵۔ ۲۵/۲۴ رمضان المبارک کو مفتی ابوالقاسم صاحب کی اوڈیو آئی، جس میں ان سے کام کی بگڑتی حالت پر کوئی فون پر بات کر رہا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ کام مولانا انعام الحسن صاحب کے زمانہ میں جہاں تھا وہاں اب نہیں رہا، جبکہ سب کو یہ معلوم ہے کہ یہ گجراتی اور علی گڑھی قوم کی فکر ہے، کہ مولانا سعد صاحب قصداً کام کو مولانا انعام الحسن کی ترتیب سے ہٹا رہے ہیں، اور اس رمضان میں مولوی مصعب علی گڈھ زندگی میں پہلی مرتبہ مفتی ابوالقاسم صاحب کے پاس اعتکاف میں پتہ نہیں کس نیت سے گئے ہوئے تھے؟ اب اگر کوئی یہ کہے کہ دارالعلوم دیوبند مفتی ابوالقاسم کے زمانہ میں وہاں نہیں رہا جہاں مولانا قاسم نانوتویؒ، قاری طیب صاحب، اور

Scanned by CamScanner

مولانا اسعد مدنی کے زمانہ میں تھا؟ تو اس کے اس جملہ میں کس کی جرح ہوگی؟ نیز یہ جملہ اجنبی آدمی سے گفتگو میں کہنا ایک فریق کا تعاون نہیں ہے؟ پھر اسی آدمی کو یہ کہنا کہ مجھ سے اِس مسئلہ میں بعد عصر بیٹھ کر بات بھی کر سکتے ہیں؟ آخر کیوں؟ اور کیا؟ اتنی دلچسپی کی وجہ کیا ہے؟

۶۔ داخلی واندرونی اختلاف کو بڑھاوا دینے کے لئے اندر کے مخلص نام کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے تمام کوششیں مولانا ابراہیم کے اردگرد کی جانے لگیں، اور انکو مرکز آنے سے بڑودہ کے مرکز میں حالات خراب بتا کر روکا گیا، تا کہ وہ ملک کے سہ ماہی مشورہ میں شریک نہ ہوسکیں، پھر وہ کچھ دنوں بعد آئے، تو ان کو دارالعلوم دیوبند، سہارنپور بلایا گیا، پچھلے بیس سال میں وہ کبھی بھی صرف ملاقات کی نسبت پر اس طرح نہیں گئے، خیر جب پہنچے، تو دارالعلوم دیوبند کے مہمان خانہ میں مفتی ابوالقاسم کا تخلیہ ہوا، جس میں مولوی مصعب علی گڈھ تیسرے فرد تھے، آخر کیوں؟ عام خیال تو یہی ہے کہ مولوی مصعب نے ایک مخصوص پلان کے تحت دارالعلوم کے مسند اہتمام کو مولانا ابراہیم صاحب کے مرکز نظام الدین سے علحدہ ہونے کے لیے استعمال کی یہ ترتیب بنائی، اس میں اس نے دونوں بزرگوں کے مابین کتنا ور کیا کیا جھوٹ بولا ہوگا؟ اس کا صحیح علم صرف اللہ کو ہے؟ مرکز نظام الدین کے وفد سے مصعب علی گڈھ نے کہا کہ مولانا ابراہیم صاحب چاہتے ہیں کہ مرکز کے داخلی مسائل مفتی ابوالقاسم کے ذریعہ حل ہوں، ممکن ہے کہ وہ یہ بات مفتی ابوالقاسم سے بھی کہتا ہو، اور مولانا ابراہیم صاحب سے کہتا ہو کہ مفتی ابوالقاسم چاہتے ہیں کہ مرکز کے داخلی مسائل مولانا ابراہیم صاحب کے ذریعہ حل ہوں۔

۷۔ ۱۵ راگست ۲۰۱۶ کو مولانا ابراہیم صاحب کا خط آیا، جس میں مرکز سے علحدگی کا تذکرہ تھا، اس خط کے بارے میں مولوی مصعب نے کہا کہ میں نے لکھا ہے، تو گرچہ یہ ایک فریق کا تعاون تھا، لیکن اس تعاون میں اپنے دارالعلوم کے ملازم ہونے کا بھی خیال نہیں رکھا۔

۸۔ مصعب علی گڈھ کو دارالافتاء کے بعض دیگر نوعمر مفتیان کے ذریعہ سے مولانا ابراہیم صاحب کی علیحدگی کی

Scanned by CamScanner

تصویب کرنے کا فکر لاحق ہوا، چنانچہ مولانا کے خط کے اجراء کے اگلے ہی دن ۱۶/اگست ۲۰۱۶ کو ایک فتوی جاری کیا، جس میں سوال و جواب میں کوئی مطابقت نہیں تھی، سوال تھا کیا مفتی سعید صاحب تبلیغ کے خلاف ہیں؟ اس کے جواب میں مفتی سعید صاحب کے ذریعہ بیان کردہ تمام تبلیغی غلو کو ''نظام الدین والی مروّجہ'' تبلیغ لکھ ڈالا، جب کہ اس میں بہت سے غلو ایسے تھے جو تبلیغ ہی نہیں، بلکہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی، مفتی محمود الحسن گنگوہی، اور شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمہم اللہ اجمعین کی کتابوں میں حق اور درست بلکہ غلو سے بالاتر لکھے گئے ہیں، اور اس فتوی کے آخر میں لکھا ہے کہ انہی غلو آمیز باتوں کی وجہ سے بہت سے اکابرین (مولانا ابراہیم) مرکز سے علحدہ ہو گئے ہیں، اس لیے آپ تبلیغ سے (شوری) سے جڑے رہیے، اور غلو سے (نظام الدین مرکز سے) علیحدہ ہو جایئے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سوال و جواب کو ایک منظم طریقے سے دارالافتاء سے جاری کر کے سوائے مولانا ابراہیم صاحب کی علیحدگی کی تصویب اور نظام الدین سے دور کرنے کی ترغیب کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

۹۔ مولانا ابراہیم کا خط ایک فریق کے مخالف، اور دوسرے فریق کا تعاون تھا، بلکہ مولانا جیسے یکسو مزاج کو اس خط کے ذریعہ فریق بنا کر سامنے لایا گیا، جبکہ مولانا نے بارہا اپنا مذہب ابن عمرؓ کے مذہب گوشہ نشینی کو قرار دیا اب ان کے اس فریق نامہ کو مفتی ابوالقاسم صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے دفتر اہتمام سے تمام اساتذہ دارالعلوم کے پاس بھیجا۔ آخر کیوں؟ اور خط وصول کے دستخط بھی لیے گئے، اور ظاہر ہے خالی الذھن سنجیدہ اساتذہ دارالعلوم دیوبند اس کو کیونکر پسند کرتے؟ چنانچہ بہت سے اساتذہ نے بالکل پسند نہیں کیا، لیکن سوال یہ ہے کہ مہتمم صاحب کے اس عمل کا مقصد کیا تھا؟ جواب واضح ہے کہ ان کے خط میں مولانا سعد صاحب پر شدید جرح تھی، تو دارالعلوم کے تمام اساتذہ کو مولانا سعد صاحب کے خلاف متفق کرنے کے لیے مولانا ابراہیم کے خط سے بہتر کوئی ذریعہ ذہنی طور پر سمجھ میں نہیں آیا، اور اس طرح دارالعلوم کا موقف ''متفقہ'' بنانے کا خیال تھا، لیکن سنجیدہ اساتذہ نے اس کو

Scanned by CamScanner

خیال ہی قائم رکھا، اور مہتمم صاحب کے اس عمل کو ناپسند کیا، لیکن چونکہ سنجیدہ تھے، کوئی واویلا نہیں کیا۔

۱۰۔ پھر اسی لیے جب مولانا یعقوب صاحب کے نام پر ۲۸/اگست ۲۰۱۶ کو دوسرا خط آیا تو بجائے تمام اساتذہ کے صرف ۱۹ اساتذہ کے نام ان کا خط بھیجا، کیونکہ بہت سے اساتذہ نے اس عمل کو بالکل پسند نہیں کیا تھا، دارالعلوم دیوبند کی اپنی تاریخ، اور اپنے مخصوص نہج کے خلاف ہونے کی وجہ سے۔

۱۱۔ مولانا ارشد مدنی صاحب کی ایک اوڈیو آئی کہ مولانا سعد صاحب کی تربیت نہیں ہوئی ہے، اور ان کے پاس علم نہیں ہے، پھر کہتے ہیں کہ شوری کو مانیں، اور اسکو اپنی تقریر سنائیں، پھر تقریر کریں، کیا یہ تعاون فریق نہیں ہے؟

۱۲۔ پھر ایک ساتھی سے مفتی ابوالقاسم صاحب کی ایک گفتگو فون پر رکارڈنگ ہوئی جو عام کی گئی جس نے مولانا سعد صاحب سے متعلق کوئی استفتا ڈالا تھا، اس کا جواب نہیں دیا گیا تھا، تو مفتی ابوالقاسم صاحب نے فرمایا کہ آپ تھوڑا صبر کریں، ہم دارالعلوم کی سطح سے کوئی بات ظاہر کرنا چاہتے ہیں، فتوی کو فتوی کی شکل سے بدلکر ایک فریق کے قائد کو مجروح کرنے کا پلان فریق مخالف کا دباؤ نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۳۔ اس کے بالمقابل شوری کے اراکین کے ایسے جرائم جو کہ اسلام و مسلمین کے لیے نقصان دہ تھے اس کے ثبوت پیش کیے جانے پر مفتی ابوالقاسم صاحب نے کہا کہ یہ داخلی مسائل ہیں، آپ اپنے ملک کے مفتیان کرام سے معلوم کریں، کیا یہ مجروح فریق کا تعاون نہیں ہے؟ مفتی زرولی خان کونسے ملک کے ہیں؟ مولانا طارق جمیل کونسے ملک کے ہیں؟ مولانا الیاس گھمن کونسے ملک کے ہیں؟ اس وقت تو عالمی علمی مرکز کا ثبوت دینے کے لیے فتوی جاری کردیا گیا، اب؟

۱۴۔ دارالعلوم دیوبند کی شوری میں مرکز کے داخلی مسائل کے بارے میں سوچا گیا، لیکن خدا کا احسان ہوا کہ بات تھم گئی کہ دارالعلوم فریق نہیں بنے گا، اور شوری میں یہی طے ہوا، کہ اس وقت مرکز اور دعوت و تبلیغ سے متعلق

Scanned by CamScanner

مسائل دارالعلوم نہیں چھیڑے گا، سوال یہ ہے کہ مولانا سعد صاحب سے متعلق مسئلہ کو شوری میں اٹھانا ایک ایسے موقع پر جبکہ دارالعلوم دیوبند کو فریق بننے سے بچانا تھا، کیونکر درست ہوتا؟

۱۵۔ پھر ایک آدمی نے مفتی ابوالقاسم صاحب کو فون کر کے کہا کہ سنا ہے دارالعلوم مولانا سعد صاحب سے متعلق کوئی فتوی دینا چاہتا ہے۔۔۔ پھر اس نے کہا کہ اسکو بھی سوچیں کہ منتخب احادیث کی تعلیم نہ ہو، اور مولانا سعد صاحب اکیلے فیصل نہ رہیں، بلکہ شوری کے تابع ہوں، لیکن تعجب کہ مفتی ابوالقاسم صاحب نے اس سے نہیں کہا کہ یہ داخلی مسائل ہیں، بدگمانی پیدا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ اصل وجہِ اختلاف پر ایک عام آدمی مہتمم صاحب کو فریق بننے کی دعوت جرأت سے دے رہا ہے۔

۱۶۔ اب جبکہ شوری نے یہ طے کر دیا تھا کہ اس وقت مسائل نہیں اٹھائے جائینگے، لیکن پھر بھی ایک ذیلی کمیٹی بنائی گئی، اس نے دارالافتاء کی سطح سے مولانا سعد صاحب کے خلاف محاذ قائم کرنے کو سوچا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دارالعلوم کی نسبت کو استعمال کرنے کی ٹھان لی گئی تھی، ان جھمیلوں کی ضرورت کیوں پڑی؟

۱۷۔ ایک تحریر تیار کی گئی، جو مولانا سعد صاحب کے بیانات کے اقتباسات پر مشتمل تھی، اس تحریر کو مرتب کرنے والا فریقِ مخالف کا اہم آدمی ہے یعنی مولوی معصب علی گڈھ، کیا فریقِ مخالف کے فرد سے تحریر تیار کروانا ایک فریق کا تعاون نہیں ہے؟ اس بچہ کو تو اتنے نازک معاملات میں رکھنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ لیکن حکمت کی کمی نے ملّی نقصان پر پردہ ڈال دیا اور اس نے تحریر تیار کر کے مفتی اشتیاق کو دی کہ مفتی سعید سے دستخط کرواؤ، اور کذّاب نے کہا کہ یہ تحریر مفتی نعمان سیتاپوری نے مرتب کی ہے۔ اور اس انکار کی تصدیق بھی ہوگئی۔ کیا دارالافتاء میں جھوٹے آدمی کو رکھنا جائز ہے؟

۱۸۔ دارالعلوم دیوبند کی تحریر میں لکھا ہے کہ مولانا سعد صاحب سے خط و کتابت کے ذریعہ بارہا کوشش کی گئی، جب کہ اس سلسلے کی کیا کوششیں ہوئیں ہیں اس کی حقیقت پر الگ سے ان شاء اللہ خط و کتابت کی جائیگی

Scanned by CamScanner

چونکہ اس مسئلے میں مصعب علی گڈھی ہی زیادہ تر واسطہ رہے ہیں اس لئے اس سلسلے کی اصلاحات کی کوششوں کو کوشش کہا بھی جاسکتا ہے کہ نہیں یہ بات بحرحال الگ سے خط وکتابت چاہتی ہے جو عنقریب کی جائے گی، ان شاء اللہ۔ ایک فریق کے ایک بچہ پر بھروسہ کرنا بہرحال فریق مخالف کے تعاون کے ساتھ ساتھ، دارالعلوم کی ساکھ کے تحفظ کے لیے آئندہ خطرناک ترین صورتحال ہے۔

۱۹۔ گرچہ دارالعلوم کی تحریر تیار کی جاچکی تھی، لیکن ابھی تک مولانا سعد صاحب کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی، جس سے یہ محسوس ہوا کہ تحریر جاری کرنا ہی اصل عزم ومقصد تھا، اسی لیے وضاحت نامہ میں لکھا کہ "لیکن اس تحریر کے اجراء سے قبل یہ اطلاع ملی کہ مولانا سعد صاحب کی طرف سے ایک وفد گفتگو کے لیے "دارالعلوم" آنا چاہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب تک یہ تحریر مولانا سعد صاحب کے سامنے نہیں آئی، اس وقت تک اِس کے اجراء کی نیت کو موردِ طعن کیوں نہیں بنایا جائے گا؟ یہ الگ تفصیل ہے کہ مولانا سعد صاحب کے وفد کے دارالعلوم آنے کی اجازت دینے میں کیا ٹال مٹول کیا گیا؟ حلفیہ کہی جاسکتی ہے یہ بات کہ ازخود مولانا سعد صاحب کا وفد بھیجنا اس تحریر کے اجراء میں بڑی رکاوٹ سمجھی جارہی تھی، کیونکہ عزم ومقصد اجراء ہی تھا۔ رجوع پر عدمِ اطمینان کا ڈھنڈورہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے پیٹا گیا۔

۲۰۔ خیر ایک وفد پہنچا، لیکن تعجب بالائے تعجب کہ مولانا سعد صاحب کے وفد سے ملاقات کے لیے تین حضرات سامنے آئے (۱) مہتمم صاحب (۲) مولانا ارشد مدنی (۳) فریقِ مخالف کا ایک فراڈ مولوی مصعب علی گڈھ، اب آپ یہ بتائیں کہ ایک نازک ترین گویا عالمی مسئلہ کو سلجھانے کے لیے مصعب علی گڈھ فریقِ مخالف کا کیا کام تھا؟ اگر اکابرین اساتذہ ہوتے تو کیا پریشانی تھی؟ اور اگر مفتیانِ کرام میں سے کسی ایک مفتی کو رکھنا تھا، تو مفتی حبیب الرحمٰن، مفتی محمود بلندشہری میں کیا عیب تھا؟ جب فریقِ مخالف سے کوئی لینا دینا نہیں تھا، تو مولانا سعد صاحب کا وفد اور دارالعلوم کے ذمہ داران کافی تھے، اتقوا مواضع التھم کی صراحت سے صرفِ نظر نے دینی فتویٰ کو

Scanned by CamScanner

مشکوک و مجروح بنادیا۔

۲۱۔ سب سے زیادہ تعجب بلکہ افسوس کی بات ہے کہ دارالعلوم جیسے عظیم الشان ادارہ کے لیٹر پیڈ پر لکھا کہ داخلی مسائل سے قطعِ نظر ہے، پھر اسی مجلس میں حضرت اقدس مولانا ارشد مدنی صاحب نے مولانا سعد صاحب کے وفد سے کہا کہ فتوی تو آتا جاتا رہتا ہے، اس کا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے، مولانا سعد سے کہو کہ بس وہ پاکستان میں بنی شوریٰ مان لیں، اس کی کیا تاویل کریں؟ اور فرمایا کہ ہمارے اوپر مولانا سعد صاحب کے نظریات سے متعلق دباؤ تو پہلے ہی سے بہت بنایا جارہا تھا، لیکن جب سے داخلی اختلاف چھڑا ہے ہمارے اوپر دباؤ بڑھ گیا ہے۔

۲۲۔ پہلے یہ کوشش کی گئی کہ دارالعلوم دیوبند شورائی سطح سے کوئی متفقہ موقف مولانا سعد صاحب کو مجروح کرنے کے لئے ظاہر کرے لیکن جب یہ ممکن نہ ہوا تو دارالعلوم کی نسبتِ تدریس کا اتفاق کرنے کی کوشش کی گئی، جب بعض اساتذہ کرام راضی نہ ہوئے تو بیچ کی شکل نکالی گئی، کہ راضی شدہ یا راضی کردہ چند اکابرین اساتذہ کے دستخط لیے جائیں، اور تمام مفتیان کرام کا اتفاق کرایا جائے، چنانچہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا ہے، چند مفتیان کرام دستخط کے لیے تیار نہ تھے، تو مہتمم صاحب نے ان کو مجلس میں ڈانٹا یہ ہے متفقہ موقف کی حقیقت، کہ محدود چند دستخط لینے میں بھی مہتمم صاحب کو اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا پڑ رہا ہے، گویا متفقہ علیٰ بصیرت نہیں تھا۔ بلکہ متفقہ علیٰ ڈانٹ ڈپٹ تھا۔ آخر مولانا سعد صاحب کی جرح کو امت مسلمہ کے سامنے ظاہر کرنے کے لیے اسقدر تگ و دو کیوکرنی پڑ رہی ہے؟ کوئی بھی چیز کسی سے بھی منسوب اگر خلافِ دین و شریعت ہے تو اس کے لیے گول مال طریقہ کی کیا ضرورت ہے؟

۲۳۔ دارالعلوم کی تحریر میں لکھا ہے کہ بنگلہ دیش کے معتمد علماء نے دارالعلوم کے موقف کی وضاحت چاہی ہے؛ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ بنگلہ دیش کے معتمد علماء نے وہاں کے مرکز میں پاکستان کی شوریٰ قبول کرنے اور مولانا سعد صاحب کو بنگلہ دیش نہ آنے پر بھی دخل دیا تھا، جو خط کی شکل میں امت مسلمہ کے پاس محفوظ ہے، جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہاں کے وہ علماء داخلی مسائل میں دھمکی بھرے انداز سے دخیل ہیں اور فریق ہیں، کیا

Scanned by CamScanner

دارالعلوم دیوبند کے اس لیٹر پیڈ پر جس میں داخلی مسائل سے قطعِ نظر کا اعلان درج ہے، اس میں بنگلہ دیش کے فریق مخالف داخلی مسائل میں دخیل علماء کا حوالہ دینا، دارالعلوم کو فریق بنانے کے لیے کافی نہیں ہے؟ لیکن مضمون نگار کی دیوانگی۔"

۲۴۔ پہلے بنگلہ دیش کے علماء نے وہاں کی شوریٰ کے اوپر ایک خط کے ذریعہ دباؤ ڈالا کہ مولانا سعد صاحب سے شوریٰ کو تسلیم کرائیں اور اس خط میں لکھا دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران نے حالات کی درستگی میں خوب کوشش کی اس کے بعد ۲۰۱۶/۱۱/۸ کو ایک خط مفتی ابوالقاسم کے نام لکھا جس میں فتویٰ و موقف ظاہر کرنے کا گویا حکم کیا گیا، اب ایک ایسی جماعت جس کا پہلا خط حرف بحرف فریقِ مخالف کے تعاون کی دلیل تھا، اس کے دوسرے خط کو کیسے تعصب سے پاک سمجھ کر دین کا تعاون سمجھا جائے؟ اگر بنیاد صرف علم و فتوی اور اظہارِ حق ہی تھا تو داخلی مسائل میں دھمکی بھرے انداز کی کیا ضرورت تھی؟ اب سوال یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب نے بنگلہ دیش کے علماء کے حکم پر فتوی تو جاری کر دیا لیکن ان کو ایک چھوٹا سا پرچہ کیوں نہیں لکھا؟ کہ اگر آپ واقعتہ سچے دیوبندی ہیں تو ہمارا مسلک داخلی مسائل سے قطع نظر ہے۔ اس کی پابندی کریں، اگر ایسا ہو جاتا تو شاید وہ حرکتیں نہ ہوتیں جو بنگلہ دیش کے اجتماع کے موقع پر کی گئیں۔ مولانا سعد صاحب تو مزید شان و شوکت کے ساتھ اجتماع کر کے الحمدللہ آ گئے، نامراد و بے مراد کون ہوا؟ اسلامی اخلاق ہار گئے۔

۲۵۔ خیر متنازعہ فتوی کی کاپی مولانا سعد صاحب کے وفد کے ہمراہ بادلِ نخواستہ اُن تک پہنچا دی گئی، جس پر مختلف تاریخیں پڑی ہوئیں تھیں، اگلے ہی روز مولانا نے علماء دیوبند کے مکمل احترام کے ساتھ قابلِ رجوع امور سے رجوع کیا، اور قابلِ مراجعت امور کے مراجع ارسال کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اپنے ایک امین کے ہمراہ دارالعلوم کے مہتمم صاحب کی خدمت میں بھیج دیا (اس کی تفصیل درج کرنے سے ہم کو حجاب ہے، مہتمم صاحب جانتے ہیں) اور وہ تحریر بقول مولوی مصعب کے مہتمم صاحب نے اس کے حوالہ کر دی۔ آخر کیوں؟ جبکہ قاری

Scanned by CamScanner

عثمان صاحب کی موبائیل اوڈیو موجود ہے کہ مولانا سعد صاحب کا رجوع نامہ آنے کی اطلاع مہتمم صاحب، صدر مدرس کو ہوگئی یہ کافی ہے، آخر کیوں؟ اغلب یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے بڑی عمر کے بزرگوں کو یہ کہا گیا ہو کہ مولانا سعد صاحب نے اب تک رجوع نہیں کیا۔حتیٰ کہ مفتی حبیب الرحمٰن صاحب نے تو صاف کہا کہ جتنے رجوع نامے ہیں سب فرضی ہیں، مولانا سعد صاحب نے رجوع نہیں کیا، (ان کی اوڈیو موجود ہے)، ممکن ہے اس بڑی عمر کے بزرگ سے یہی کہا گیا ہو، تا کہ ان سے فتوی عام کرنے کی اجازت لی جاسکے۔ یہ شک مختلف قرائن سے پیدا ہوا تھا، لیکن ضروری وضاحت کے عنوان سے جو لیٹر پیڈ پر ایک مضمون عام کیا گیا، اس پر ان سب کے دستخط نہیں تھے جنھوں نے فتوی پر دستخط کیے تھے، اور صرف مفتی ابوالقاسم، مفتی سعید اور مولانا ارشد مدنی کے دستخط تھے، سوال یہ ہے کہ ان سب کے کیوں نہیں تھے جن کے فتوی کی کاپی پر تھے؟ کیونکہ "ضروری وضاحت" کا عنوان گو یا فتوی کے عام کرنے کی وجہ ہے، اور فتوی متفقہ ہے، تو وجہ بھی تو اس کے عام کرنے کی متفقہ ہوتی؟ یا پھر صرف مہتمم کے دستخط ہو جاتے؟ یا پھر صرف ایک دارالافتاء کے آدمی کے دستخط ہو جاتے؟ ساری دنیا جانتی ہے کہ مولانا ارشد مدنی دارالعلوم کے بس ایک استاد ہیں، تو استاد تو قاری عثمان بھی ہیں؟ مولانا نعمت اللہ بھی ہیں، بہرحال دینی معاملہ کو مشکوک بنانے کے لیے یہ کافی ہے، اس لیے مشکوک بلکہ متّہم ہو بھی گیا۔

۲۶۔ مولانا سعد صاحب کے ۳۰ نومبر کو بھیجے گئے پہلے رجوع پر عدمِ اطمینان ظاہر کیا، اور فوراً فتوی عام کر دیا گیا، اور ایک بڑی جمعیت کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کے بعض ذمہ داران کا وقار واعتبار ۵ دسمبر کو شہید ہو گیا۔ اور تبلیغی، داخلی اختلاف وانتشار میں موقف کے اجراء کے نام پر دارالعلوم دیوبند کو دخیل ظاہر کر دیا، اس کے بعد سے جو احوال گروپ بازی کی شکل میں پیدا ہوئے، سچے مفکرین کے لیے دل سوز تھے، سوال یہ ہوا کہ اب مسئلہ کا حل کیا ہے؟ تو فوراً وہ عبارت جس کی وجہ سے عدمِ اطمینان ظاہر کیا گیا تھا حذف کر کے دوبارہ رجوع نامہ ۱۱ دسمبر کو بھیجا گیا، چنانچہ اس پر اطمینان ظاہر کر کے ایک مختصر تحریر دی گئی جس میں معاملہ ختم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، لیکن تجسس

Scanned by CamScanner

میں بیٹھے رہے کہ کوئی چیز ایسی مل جائے جس کو بنیاد بنا کر فتوی واپسی پر روک لگائی جائے، چنانچہ جاسوس نے خبر کی موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ۱۳ر دسمبر کو پھر بیان کیا، بس جیسے کہ مقصد پورا ہو، اور فتوی واپسی کی تحریر نظام الدین کے راستہ سے واپس منگوالی گئی، کیا فتوی دینے کا یہی طریقہ ہے؟ اور تعجب تو یہ ہے کہ اپنے موقف کی پہلی تحریر میں موسی علیہ السلام کے واقعہ سے متعلق جس بات کو بنیاد بنا کر فتوی دیا تھا، ۱۴ر دسمبر کو وہ بات کہی بھی نہیں گئی۔

۲۷۔ پھر مولانا سعد صاحب نے دستخط کنندگاں کے وقار کے تحفظ کی وجہ سے ایک اور رجوع نامہ بھیجا جس میں اپنے بڑکپن کا ثبوت دیا، اور ہر ہر لفظ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دارالعلوم دیوبند کے عمر رسیدہ اراکین کی بات ہی صواب و درست ہے، اور کسی بات کا مفہوم بتا کر، کسی کے حوالہ کو مرجوح قرار دیکر، اور کسی بات میں اپنی علمی و تعبیری کمزوری کا اعتراف کر کے امت مسلمہ کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ علم و علماء پر اعتماد ہی اصل ہے، چنانچہ تیسرے رجوع نامہ کے بعد اس عالمی تحریک سے وابستگان خصوصاً اور امت مسلمہ کی عموماً یہ امید کر رہی تھی کہ اب دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کوئی ایسی تحریر دینگے جو کہ گروپ بازی کرنے والے افراد کے لیے حوصلہ شکن ہوگی، اور ایک قابلِ اطمینان تحریر تیار بھی کر لی گئی اور ایک تنبیہ آخر میں درج کی، اور مختلف اوڈیو میں فتوی واپسی لینے کا وعدہ بھی ہر خاص و عام کے موبائیل میں بطور اوڈیو کے محفوظ ہوا، لیکن ایک صاحب کو معاملہ صاف ہو جانا ناگوار گذرا، اور تحریر بدل ڈالی گئی۔ جس میں جسکی ضرورت میں یہ لکھا گیا کہ دارالعلوم کا موقف اپنی جگہ برقرار ہے، فتوی واپس نہیں لیا جارہا ہے، پھر موسی علیہ السلام کے قصہ کو بیان کرنے سے بلا توجیہ و تاویل کے رجوع کرنے کو کہا گیا، علماء، بلکہ علماء دیوبند کے اعتماد اور امت کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے اور آپسی تنازع و مسائل کو ختم کرنے کے حریص و متمنی مولانا محمد سعد صاحب نے فوراً بلا توجیہ و تاویل کے رجوع کر لیا لیکن بلا توجیہ و تاویل کے فتوی واپس لینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے؟ مہتمم صاحب نے کہا کہ ہم نے مولانا سعد صاحب سے رجوع کا اعلان کرنے کو کہا تھا، انہوں نے بند لفافہ میں دارالعلوم دیوبند بھیج دیا، سوال یہ ہے کہ پہلے، دوسرے،

Scanned by CamScanner

تیسرے رجوع نامے کے بارے میں تو اعلان کی قید نہیں لگائی تھی، چوتھے میں کیا خاص بات تھی؟ اور اگر اعلان بھی کر دیا تب بھی کوئی کیڑا نکال دیا جائے گا کہ اس مجمع میں کیوں کیا؟ اُس مجمع میں کیوں نہیں کیا؟ وغیرہ۔

۲۸۔ مولانا سعد صاحب نے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرنے سے اس لیے رجوع کر رہا ہوں کیونکہ وہ اقوال مرجوح ہیں، یہ یاد رہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کے جس رسالہ کا دار العلوم کی تیسری تحریر میں حوالہ تھا، اس میں مولانا حبیب الرحمٰن نے یہی لکھا تھا، کہ مولانا سعد صاحب کی بیان کردہ روایات مرجوح، تفسیر بالرائے سے قریب تر ہے، اب مولانا سعد صاحب نے بھی یہی لکھ دیا تو چپکے سے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے رسالہ میں تحریف کر دی گئی اور لکھا، مولانا سعد صاحب کی بیان کردہ روایات بالکل غلط ہے، پھر یہی جملہ دار العلوم کی تیسری تحریر میں لکھا گیا، اور کہا گیا مولانا سعد صاحب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرنے سے بلا توجیہ وتاویل کے رجوع کریں (مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی چونکہ دار العلوم کے استاد ہیں اس لیے وہ وہ تو چپکے سے اپنی تحریر بدل دیں، اور مولانا سعد صاحب رجوع کا اعلان کریں) خیر مولانا سعد صاحب نے ایک بار پھر امتِ مسلمہ کے اذہان کو غیر متعلقہ چیزوں میں الجھانے سے بچانے اور دار العلوم کے ذمہ دار کے اعتماد کو برقرار رکھنے کے لئے بہت وسعتِ قلبی اور فراخ دلی کے ساتھ ایک خط مختصر لکھ کر مفتی ابوالقاسم صاحب کی خدمت میں ۲ فروری کو بھیج دیا اور تیز رفتار ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کھربوں لوگوں میں اعلان بھی ہو گیا، اور عام سے عام تر افراد بھی یہ سمجھ گئے کہ مولانا نے رجوع کر لیا اور اعلان بھی کر دیا، گویا یہ چوتھا رجوع نامہ تھا، لیکن مہتمم صاحب نے اس چوتھے رجوع نامہ کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دیا، اس کی کوئی ظاہری وجہ تو سمجھ میں آئی نہیں، البتہ ایک عام سے عام فرد بھی یہ سمجھ گیا، کہ چوتھا رجوع نامہ بلا توجیہ و تاویل کے ہے، تو فتوی واپسی کی تحریر بھی بلا توجیہ وتاویل کے دینی نہ پڑے اور امت یہ نہ سمجھ سکے کہ دار العلوم کے مہتمم وذمہ داران کا مولانا سعد صاحب سے معاملہ ختم ہو گیا ہے، اور مفتی ابوالقاسم نے کہا کہ وہ ہمارے پاس

Scanned by CamScanner

رجوع نامہ بھیجنے کے بجائے اپنے بیانات میں اعلان کرتے پھریں۔سوال یہ ہے کہ پہلے، دوسرے، تیسرے، رجوع نامہ کے بارے میں بھی یہی کیوں نہیں کہا؟ لیکن ان اللہ علیہم بذات الصدور (الاتہ)، خیر اہل دل مخلصین و مفکرین اور عوام مولانا سعد صاحب کے طرز عمل اور مفتی ابوالقاسم و بعض ذمہ دارانِ دارالعلوم دیوبند کے طرز عمل سے خوب سمجھ چکے ہیں کہ دینی چیزوں اور اصلاحات میں نامناسب طریقہ کس نے اختیار کیا؟

۲۹۔ مولانا زید ندوی نے ایک فرضی وخود ساختہ رجوع نامہ بنا کر انٹرنیٹ پر ڈالا، جس میں مرکز کے داخلی مسائل پر بھی تفصیلی بات لکھی، جو کہ دارالعلوم کے موقف کے منافی تھا، پھر بھی مفتی ابوالقاسم کی اوڈیو آئی کہ اس پر مولانا سعد صاحب دستخط کردیں تو فتوی واپس لے لینگے، مولانا ارشد مدنی نے بھی یہی کہا، سوال یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو کہ دارالعلوم دیوبند کے اردو، زبان میں لکھے گئے موقف کو نہیں سمجھ سکا کہ داخلی مسائل سے قطعِ نظر ہے، اس کے رجوع نامہ پر اعتماد کرنا کیونکر درست ہوگا؟ جبکہ مصعب علی گڈھ نے نظام الدین کے وفد سے کہا کہ مولانا سعد صاحب سے کہیے کہ مختصر تحریر والفاظ میں رجوع کریں۔

۳۰۔ دارالعلوم نے اپنی تحریر سے اور ذمہ داران نے مختلف اوڈیو مجالس میں یہ بات خوب ظاہر کی کہ ہم کسی فریق کی مخالفت اور دوسرے کی تعاون کی وجہ سے یہ نہیں کررہے ہیں، اور ہم اس تحریر کے ذریعہ مولانا سعد صاحب کو مجروح کرنے کی غرض نہیں رکھتے ہیں، بلکہ چند باتیں قابلِ اشکال ہیں، وہ ختم ہوں یہ ہمارا مقصد ہے، اس بنیاد پر فتوی واپسی کا وعدہ بھی مفتی ابوالقاسم کی اوڈیو میں عام کیا گیا، گویا دارالعلوم کے لیٹر پیڈ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ مولانا سعد صاحب سراپا گمراہ نہیں ہیں، بلکہ ان کی چند باتیں قابلِ اشکال ہے، لیکن بات اس وقت زیادہ بگڑ گئی جب ۲۶/جنوری ۲۰۱۷ء کو کچھ طلبۂ دارالعلوم دیوبند نے مولانا سعد صاحب کے بیان میں شرکت کرلی (سہارنپور میں) اور اس پر واویلا مچایا گیا یہاں تک کہ مفتی ابوالقاسم کے معتمد اور قریبی، دارالعلوم دیوبند کے استاذ مفتی مزمل بدایونی نے ہدایہ کے گھنٹہ میں ایک طالب علم کو ۲۰ منٹ تک ڈانٹا، اور اپنا کیمرے والا موبائل جیب سے نکال کر واٹس اپ

Scanned by CamScanner

میسیج سنایا، کیا یہ ہدایہ ہی کا حصہ ہے؟ کیا وائس اپ میسیج پڑھانے کی تنخواہ لیتے ہیں؟ کیا اصلاح کا یہی طریقہ ہے؟ کیا مولانا سعد صاحب کے بیان کو سن لینا بھی دارالعلوم کے فتوے کی روشنی میں ناجائز ہے؟ کیا دارالعلوم کے موقف کو نہ سمجھ پانے والے اس بے لگام استاد سے باز پرس نہ کرنا، انکے حوصلہ کو بڑھانا نہیں ہے؟

۳۱۔ اسی طرح سنبھل کے اجتماع میں جن فضلا و اساتذہ دارالعلوم نے شرکت کی ان کے خلاف بھی خوب آگ لگائی گئی اور گویا شرکت کو ہی ظلم و جرم قرار دیا گیا، کیا دارالعلوم کے موقف کا اس سے کوئی تعلق ہے؟ انہیں حرکتوں کی وجہ سے اور بھی زیادہ یہ بات ثابت ہوئی کہ موقف کا مقصد یہ تھا کہ مولانا سعد کی چند باتوں کو مجروح کر کے ان کے بیانات، ان کی امارت، اور انکی ذات کو اور ان سے منسوب اجتماعات کو ایسا مجروح بنانا ہے کہ تبلیغی دنیا میں وہ متروک ہو جائیں، اور فریق مخالف مقبول ہو جائے، لیکن ظاہر ہے کہ کھلم کھلا یہ بات موقف کی تحریر میں نہیں لکھی جا سکتی تھی، اسی لیے موقف کی تحریر میں تو چند باتوں کو مہرہ بنایا گیا، پھر اس کی بنیاد پر وہ سب کیا جانے لگا، جو اوپر مذکور ہے۔

۳۲۔ دارالعلوم کے ایک استاد اوڈیو میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مولانا سعد متکبر ضدی آدمی ہے، کیا ایک عام آدمی سے دارالعلوم کے استادِ حدیث کا یہ بات کرنا، از روئے شرع جائز ہے؟ عام آدمی کہے تو غیبت کے جرم کا فتوی دارالعلوم دیوبند سے آئے، اور دارالعلوم دیوبند کے استاد۔۔۔۔۔۔

۳۳۔ دارالعلوم دیوبند کے ایک فتوی میں فتوی نویس نے دینی کتابوں کے تذکرے میں منتخب احادیث کا بھی تذکرہ کر دیا تو مفتی زین الاسلام نے اسکو کاٹ کر پھر الجواب صحیح کے دستخط کیے، تو کیا منتخب احادیث نعوذ باللہ دینی کتابوں میں نہیں ہے؟ یا صرف مولانا سعد صاحب کی مخالفت نے احادیث کی بے حرمتی پر ابھارا؟ کیا دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کو پاکستان گجرات اور علی گڑھ کی سوچ میں استعمال کرنا یہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کو فریق بنانے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا منتخب احادیث کاٹ کر گجرات، علی گڈھ، بنگلور کی سوچ کی تائید کرنا دارالعلوم

Scanned by CamScanner

کے دارالافتاء کو داخلی اور انتظامی مسائل میں دخیل نہیں بنائے گا؟ کیا کوئی ہے مفتی زین الاسلام سے پوچھنے والا کہ منتخب احادیث ان کے سینے میں کیوں چبھ رہی ہے؟ کیا اس سے پورے دنیا کے وہ لوگ جو منتخب احادیث کو نظام الدین کے تابع ہونے کی وجہ سے پڑھتے ہیں وہ دارالافتاء سے اعتماد کو کمزور نہیں کرلیں گے؟

۳۴۔ اگر کسی کا بھی فریق دارالعلوم نہیں بننا چاہتا ہے تو فضائل اعمال کا بھی تذکرہ نہ کرتا، جبکہ ایک دوسرے فتوے میں صراحتا فضائل اعمال کا تذکرہ ہے، بلکہ بے شمار فتاوے فضائل اعمال کی وکالت کررہے ہیں، جو بہت مستحسن عمل ہے، لیکن شوریٰ کے نام پر فتنہ پرواز طبقہ ''منتخب احادیث'' کی بے حرمتی کرتا ہے، اور مصعب علی گڑھ نے دارالعلوم کے دارالافتاء کو اس سلسلہ میں استعمال کیا۔ دونوں فتوی کی کاپی موجود ہے۔ مصعب علی گڑھ نے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے منسوب فتوی میں یہ حرکت صرف اس تاثر دینے کے لیے کی کہ یہ ظاہر ہو دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء موجودہ اختلاف میں مولانا سعد صاحب کی چیزوں سے بالکل متفق نہیں ہے، خواہ وہ احادیث ہی کیوں نہ ہو۔ (مفتی زین الاسلام کی اس حرکت کو مصعب علی گڑھ کی غلطی کیوں کہا جارہا ہے؟ یہ بات مصعب اور مفتی زین الاسلام خوب اچھی طرح جانتے ہیں)

۳۵۔ اسی طرح مولانا سعد صاحب سے متعلق ایک فتوی میں دارالافتاء کے مفتی نے تھوڑی چھان بین کی بات کردی اور سوال میں موجود جزئیات کی تنقیح کردی تو اس مفتی کو سنا ہے کہ مہتمم صاحب نے تنقیح کرنے پر سخت سست کہا، مفتی زین الاسلام صاحب کے مذکورہ بالا فتوی اور اس جیسے بہت سے فتاوے ہم نے دیکھے لیکن ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی جبکہ مولانا سعد صاحب سے متعلق مثبت فتوی جاری کرنے پر باقاعدہ باز پرس کی گئی، کیا اس سے فریق بننا ظاہر و ثابت نہیں ہوسکتا؟

۳۶۔ اس طرح ایک استفتاہ میں معلوم کیا گیا کہ کیا مسجد میں امامت کرانے کے لیے سال لگانا شرط ہے؟ جس کے جواب میں یہ بھی کافی تھا ''نہیں''، لیکن جواب میں یہ لکھا گیا کہ مرکز نظام الدین میں جو بزرگ امامت کراتے

Scanned by CamScanner

ہیں ان کا سال تو دور کی بات چار ماہ، بلکہ چلہ، بلکہ ایک دن بھی تبلیغ میں نہیں لگا ہے، اور ساری دنیا جانتی ہے کہ وہاں پر مولانا سعد صاحب امامت کراتے ہیں، آخر دارالافتاء سے کیا تاثر قائم کرنا چاہتے ہیں؟ مثال ہی دینی تھی تو حرمین کے ائمہ کی مثال دیتے، لیکن ہدفِ طعن مولانا سعد صاحب ہیں، آخر سنجیدہ اہلِ علم وعقل ان حرکتوں کی کیا تاویل کریں؟ (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا انعام الحسنؒ نے ان کو اپنے دس معتمد افراد میں شامل کیا، کیا مولانا انعام صاحب یہ بات نہیں جانتے تھے کہ اس کا ایک دن بھی نہیں لگا ہے، مفتی سعید صاحب کا بھی ایک بھی دن تبلیغ میں نہیں لگا ہے پھر بھی ان کی اوڈیو موجود ہے کہ "میں تبلیغی ہوں" ویسے یہ موضوع تھوڑا طوالت چاہتا ہے کسی موقع پر اس حقیقت کو واضح کرینگے۔ انشاء اللہ)

۳۷۔ ہر سال معمولاً نظام الدین کی جماعت دارالعلوم دیوبند آخر سال میں جاتی ہے، جس کا ایک خط دارالعلوم سے طلبہ نظام الدین لاتے ہیں، لیکن مصعب علی گڈھ نے طلبہ سے کہا کہ اگر کوئی بھی فرد خط لینے مہتمم صاحب کے پاس گیا تو اس کا اخراج ہو جائے گا، اور بطور مثال کے مفتی اسعد اللہ سلطان پوری کا حوالہ دیتے کہ صرف نظام الدین کی حمایت میں بغیر وجہ بتائے نکال دیا گیا۔ اور چونکہ دارالافتا کا یہ مفتی غلط بیانی اور بے دھڑک جھوٹ بولنے میں ادنی تامل نہیں رکھتا ہے، کوئی پوچھتا ہے تو فوراً طلاق وغیرہ کی قسم کھا کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ دارالعلوم کی تحریر میں صرف چند باتوں پر اشکال لکھا گیا تھا، آخر نظام الدین سے معمولاً جماعت کے آنے کے متمنی، طلبہ کو اخراج کی دھمکی کی کیا وجہ ہے؟ کیا مہتمم صاحب پر اس کی تحقیق ضروری نہیں ہے آخر یہ ایک فرد بے لگام کس بنیاد پر ہوا؟

۳۸۔ جبکہ فریقِ مخالف کے اراکین مولوی عبید اللہ علی گڈھ، مولوی شبیر شیث بہاری دارالعلوم آ کر مولانا احمد لاٹ صاحب کے بلانے کی ترغیب طلبہ دارالعلوم کو دے رہے تھے، اور مصعب علی گڈھ کے گھر پر طلبہ کا یہ ذہن بنایا جا رہا تھا کہ مولانا احمد لاٹ صاحب کو لانے کا اتفاق ہو جائے تو مہتمم صاحب سے بات کی جائے، آخر یہ جرأت

Scanned by CamScanner

کیوں پیدا ہوئی؟ آخر کیوں؟

۳۹۔ دارالعلوم کے ذمہ داران نے یہ طے کیا تھا کہ اس سال دارالعلوم کے طلبہ کی جماعتیں نظام الدین نہیں جائیں گی، سوال یہ تھا کہ، ان کے رخ کیا ہونگے کہاں سے ملیں گے؟ لیکن معصب نے مولوی عبیداللہ علی گڑھ سے ملکررخ طے کیے جو کہ فریقِ مخالف شوری کے وکیل تھے، اس کی کیا تاویل کریں؟ اور یہاں تک معلوم ہوا کہ مولانا عبدالخالق مدراسی نے صاف طور پر یہ بات کہی کہ جو بھی تبلیغی سرگرمیاں دارالعلوم کے اندر ہونگی وہ مولوی مصعب علی گڈھ کے مشورے کے تحت ہوگی، (یعنی دارالاقامہ کے منتظمین کے نام کی آڑ میں کام شوری کے وکیل کے سپرد کیا گیا، اسی لئے تمام جماعتوں کے ذمہ داران ان کو بنایا گیا جو مصعب علی گڈھ کے ہمنوا تھے، خواہ تبلیغ کی ادنی فہم بھی نہ رکھتے ہوں اور کارکنان کے درمیان متعارف بھی نہ ہوں، جبکہ وہ لوگ جو مصعب علی گڈھ کی نظر میں نظام الدین کی حمایت کرتے تھے خواہ کام کی سمجھ بھی رکھتے ہوں اور متعارف بھی ہوں پھر بھی ان کو نہ مشوروں میں فیصل بنایا گیا اور نہ ہی ان کو جماعتوں کا ذمہ دار بنایا گیا، آخر کیوں؟)

۴۰۔ نیز مصعب علی گڈھ اور مولانا عمران اللہ، مولانا مزمل بدایوں، مولانا توحید، اور مفتی افضل کیموری وغیرہ دیگر مدارس کے طلبہ کو بھی نظام الدین جانے سے روکنے کی انتھک کوشش کررہے تھے، کیا دارالعلوم کے مہتمم صاحب نے ان سے بازپرس کی؟ جبکہ اس کی اطلاع مہتمم صاحب کو بروقت تفصیل سے دیدی گئی تھی، اور یہ بھی لکھ دیا گیا تھا کہ ان حرکتوں کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند پر جانبداری کا الزام ایسا ثابت ہوجائے گا کہ اگر مصعب علی گڈھی یا کوئی اور گرم توے پر بھی بیٹھ کر اس کا انکار کرے گا تو وہ غلط بیانی سے کام لینے والا شمار ہوگا، لیکن درخواست پر کوئی توجہ نہیں کی گئی اور آزاد لوگ آزادتر ہوکر دارالعلوم دیوبند کے غیر جانبدارنہ موقف کو جانبدار بنانے پر تُل گئے، اور سارے عالم میں یہ بات پہنچادی کہ دارالعلوم نظام مرکز کا مخالف اور پاکستان کی شوری کا حمایتی ہے۔

۴۱۔ دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں پر جانبدار ہونے کا الزام بنگلور اور گجرات سے حد سے زیادہ متعلق ہونے

Scanned by CamScanner

کی وجہ سے لگا، اور سب اس بات کا انکار کرتے ہیں، لیکن کہنے والے کہتے رہے کہ بھائی فاروق بنگلور نے دار العلوم دیوبند کے ذمہ داران کو مصعب علی گڈھی کے ذریعہ سے اپنا بنالیا ہے، اس بات کو شہ اس وقت مل گئی جب کہ بھائی فاروق بنگلور کے ذریعہ سے سیلم جوڑ میں نظام الدین کی مخالفت کے نشے میں قرآن شریف کی آیت کو قصداً تبدیل کر کے پڑھنا ظاہر ہوا، اور انہوں نے پڑھا "قل ہذہ سبیلی ادعوا الی نظام الدین علی عقیدۃ" اب اس سلسلے میں بڑے بڑے دینی اداروں سے فتوی طلب کیا گیا، چنانچہ ندوۃ العلماء نے توبہ واستغفار اور آئندہ ایسی حرکت سے بچنے کی بات کہی، اور جب یہی مسئلہ دار العلوم دیوبند سے معلوم کیا گیا، تو از روئے آداب افتاء جیسا سوال ویسا جواب دیا جا سکتا تھا جو کہ ندوۃ العلماء نے کیا لیکن چونکہ مسئلہ بھائی فاروق بنگلور سے متعلق تھا اور ان کے ہمنوا مصعب علی گڈھی دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء میں موجود ہے، اس لئے دوڈھائی مہینے کے بعد حتی الامکان اس کی کوشش کرتے ہوئے کہ مستفتی جواب طلب نہ کرے، ایک فتوی جاری کیا، جس سے باقاعدہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ مفتی نے اس باب میں جو سختی ہے اس سے صرف نظر کر کے بھائی فاروق کو بچانے کی پوری کوشش کی۔ آخر میں احتراز کی دعوت بھی دی، جبکہ حضرت گنگوہیؒ کا فتوی موجود ہے کہ اگر قرآن شریف کے الفاظ سمجھ کر بدلتا ہے تو کافر ہے، اور بغیر سمجھے بدلتا ہے تو فاسق ہے، پھر بھی دار العلوم دیوبند کا اس مسئلے میں تخفیف وتاویل کا ذہن رکھنا، ہم جانتے ہیں کہ بھائی فاروق بنگلور کی وجہ سے ہے، دار العلوم دیوبند ان مسائل میں کسی سے سودا نہیں کرتا ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے یا یہ کہیے کہ مولانا سعد صاحب کے خلاف فتوی کے منفی اثرات میں بہت زائد محتاط بنا دیا ہے۔

۴۲۔ اسی طرح مولانا سعد صاحب کے ایک جملہ کے نقل کرنے پر ایک صاحب نے فتوی لیا، جبکہ ایک تو وہ جملہ مولانا الیاس صاحبؒ کا تھا، اور استفتاء میں درج کیا گیا جملہ نہ ہی مولانا سعد صاحب نے نقل کیا اور نہ ہی مولانا الیاس صاحب نے اس طرح کہا جیسا کہ استفتاء میں درج تھا، لیکن بھائی فاروق بنگلور کے قرآن کے الفاظ

Scanned by CamScanner

کو بدل ڈالنے کے استفتاء کے جواب میں دوڈھائی مہینے لگائے، اور مولانا سعد صاحب کے جملے کے صرف نقل کردینے میں فوراً فتوی دے دیا گیا، کیا یہ دارالافتاء کو جانبداری میں استعمال کرنا نہیں ہے؟ جبکہ مہتمم صاحب کو اس پورے معاملے کی پوری تحقیق ہے اس کے باوجود اس سلسلے میں کوئی رہبری نہیں کی، اور مفتی نے اس جملے کی نقل کرنے والے کو ایمان سے خارج بتلا دیا، اور اس فتوی پر مفتی حبیب الرحمٰن صاحب کے دستخط ظاہر کیے گیے، جبکہ ان سے معلوم کیا تو انہوں نے اس فتوی سے بالکل لاعلمی ظاہر کردی، فالی اللہ المشتکی۔

۴۳۔ مولانا عبداللہ معروفی نے جبکہ وہ دارالعلوم کے استاد ہیں رمضان المبارک میں آنبور کے علاقے میں بیان کیا جس میں نظام الدین کی کھل کر مخالفت اور مخالفین کی کھل کر بزرگی بیان کرتے رہے، جس سے کہ وہاں پر تقسیم شدہ دونوں طبقات کے درمیان خوب جم کر لڑائی ہوئی، مار پٹائی ہوئی، تھانہ پولس ہوئی، غیروں میں اسلام، مسلمان، اور داڑھی ٹوپی والوں کی شبیہ خراب ہوئی، لیکن مولانا عبداللہ معروفی سے کون پوچھے کہ آپ نے باوجود دارالعلوم کے استاد ہونے کے دارالعلوم کے موقف کی دھجیاں کیوں اڑائیں،

۴۴۔ اسی طرح دارالعلوم کے طلبہ کی جماعتوں کے نکلنے کے وقت مفتی افضل کیموری نے مولانا سعد کے نظریات کو کفریات تک کہہ ڈالا، اور طلبہ کو اس کے خلاف جہاد کے لئے بھڑکا دینے والی تقریر بھی کر ڈالی (ہمارے ملک میں جہاد وغیرہ کی بات کرنا کتنا خطرناک ہے دارالعلوم کے حضرات اس پہلو کو زیادہ سمجھتے ہیں) لیکن مفتی افضل سے بجائے اس کے باز پرس ہوتی، اس جانبداری پر بظاہر نظامت تعلیمات کی ذمہ داری کا ایوارڈ دیا گیا۔

۴۵۔ اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے ایک فائق ترین طالب علم مفتی نعمان کو ممنوع الداخلہ قرار دیا گیا، گرچہ اس کی پیشین گوئی ان لوگوں کے ذریعہ سے پہلے ہی کی جا چکی تھی جو شوری کے ذہن سے دارالعلوم میں چل رہے ہیں، لیکن جب مفتی صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے نمبرات کم تھے، سوال یہ ہے کہ کیا کسی بد سے بدتر انتظام والے ادارے میں بھی نمبرات کم ہونے کی وجہ سے کسی کو ممنوع الداخلہ قرار دیا جاتا ہے؟ جبکہ مفتی سعید

Scanned by CamScanner

صاحب نے خود یہ بات کہیں کہ تمہارا قصور نظام الدین کی حمایت ہے؟ اور تمہارے مدرسے والے شوری کے ساتھ ہیں، آخر یہ عمل بھی جانبدار اور ایک فریق سے متاثر ظاہر و ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؟

تتمہ:۔

ان مذکورہ بالا حقائق کے سامنے آنے سے یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہوگئی کہ دارالعلوم دیوبند کا دفتر اہتمام، دارالافتاء، بلکہ بعض مدرسین دعوت و تبلیغ کے موجودہ انتشار میں عام لوگوں سے کہیں زیادہ متاثر ہوکر جانے انجانے دخیل ہو گئے تھے، لہذا اب یہ کہنا کہ طلبہ دارالعلوم کو انتشار سے بچانے کے لئے کام پر پابندی لگائی ہے، ناقابل قبول، حیرت انگیز اعلان ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اولاً نظام الدین سے وابستگی پر پابندی لگائی گئی، لیکن جب قلوب تیار نہ ہوئے، اور اسی پابندی کا بجائے منفعت کے نقصان ظاہر ہوا، اور فریق بننے کی بات گھر گھر میں ہونے لگی، اور عوام و خواص، بڑے اور چھوٹے، نئے اور پرانے، سب یہ سمجھ گئے کہ دارالعلوم دیوبند نے جانبدار بن کر دارالعلوم دیوبند کی ساکھ کو متاثر کیا ہے تو اب بجائے اس کے کہ خاموشی اور سکوت کو ترجیح دی جاتی کام پر پابندی لگانے کا عجیب و غریب اقدام کیا گیا، کیونکہ جو وجہ بتائی گئی ہے وہ وہمی اور خیالی ہے جس کا بظاہر امکان ہی دارالعلوم دیوبند کی چاردیواری میں مفقود ہے، کیونکہ اب تک طلبائے دارالعلوم دیوبند میں سے وہ طلبہ جو کام سے وابستہ تھے اور نظام الدین کی ذہنیت رکھتے تھے انہوں نے کسی بھی موقع پر مار پٹائی تو دور کی بات بحث و تکرار کا بھی ایسا موقع نہیں پیدا کیا جس سے کہ اس وجہ کو تقویت ملتی، جبکہ نظام الدین سے وابستہ طلبہ کے اوپر ہر طرح سے قواعد اور قوانین کے نام پر تشدد کیا گیا، لیکن انہوں نے انتظامیہ، اساتذہ، اوپر کی جماعت کے طلبہ حتی کہ مصعب علی گڈھی جیسے آدمی کے ساتھ بھی کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس سے دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران کے ذریعہ بتائی گئی پابندی کی وجہ کو تقویت مل سکے، خیر قدر اللہ ما شاء، ہوسکتا ہے لوگ جس کو شر سمجھیں وہ اللہ کی نظر میں خیر ہو، اب یہ دیکھنا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے وہ ملازمین و طلبہ جو شورائی ذہنیت کو نافذ کررہے تھے وہ اس اعلان کا

Scanned by CamScanner

کتنا احترام کرتے ہیں؟ اور مہتمم صاحب اس کو کتنا نافذ کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اور بڑوں کی، عوام کی، اور خواص کی بشری غلطیوں کے شر سے حفاظت فرما کرامت کے حق میں دین اور دعوت کے راستے کی خیر نصیب فرمائیں۔

کیوں زیاں کار بنوں، سود فراموش رہوں — فکر فردانہ کروں، محوِ غم دوش رہوں
نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں — ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں
جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو — شکوہ اللہ سے، خاکم بدہن، ہے مجھ کو
ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم — قصہ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم
ساز خاموش ہیں، فریاد سے معمور ہیں ہم — نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم
اے خدا! شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے — خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے

نوٹ: مذکورہ بالا حقائق ہرگز اس لئے نہیں مرتب کیے گئے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند جیسے عظیم الشان ادارے کو جانبدار ثابت کیا جائے، بلکہ یہ صرف اس لئے مرتب کیے گئے ہیں تا کہ اندرونِ خانہ انتظام اور نظم میں بہت زیادہ چاق و چوبند ہونے کی ضرورت ہے، دارالاہتمام، دارالافتاء، درس و تدریس کسی بھی شعبہ میں کوئی بھی ایسا کمزور پہلو نہ ہو جس سے کہ دارالعلوم دیوبند کی شان پر حرف آسکے۔

فقط والسلام

ابو محمد، بانی و مہتمم مدرسہ اصحاب صفہ

تاریخ: ۱۲/اگست ۲۰۱۷

۲۰ ذی القعدہ بروز ہفتہ

Scanned by CamScanner